49772
365

استفتاء

محترم مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے کچھ دوستوں میں شادی کے سنت طریقہ کار کے متعلق اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ برائے مہربانی تحقیقی جواب مرحمت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(۱) دلہن کو رخصت کرنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ آیا دولہا کی طرف سے بارات لیکر جانا اور دلہن کو رخصت کرا کر لانا، مزید یہ کہ دلہن کے والدین کی طرف سے اس بارات کی ضیافت کرنا اور مہمانوں کا وہاں کھانا کھانا، نیز بارات کی تقریب میں شرکت کرنے کا کیا حکم ہے؟

(۲) دلہن کے والدین کا دلہن کو تیار کر کے دولہا کے گھر پہنچانا، وہاں ان کی تواضع دودھ وغیرہ سے کرنا، ایک دودھ کے گلاس میں سے دولہا کا کچھ دودھ پینا اور باقی دودھ دلہن کو پلانا وغیرہ، ان امور کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۳) جہیز کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ نیز بیٹی کو جہیز دینے کیلئے والدین کا لازمی طور پر بہت بڑی رقم کا انتظام کرنا اور اس کیلئے قرض لینا اور بعض مرتبہ دولہا والوں کی طرف سے باقاعدہ مطالبہ بھی کیا جاتا ہے اور جہیز نہ لانے یا کم لانے کی صورت میں دلہن کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان سب کی شرعی حیثیت واضح فرمادیں۔

مستفتی: محمد اویس (شمالی ناظم آباد کراچی)
0333-4194234
مکان نمبر K-76 بلاک H

دار الافتاء
فتوی نمبر ۱۷۷۲/۶۶

(جواب منسلک ہے)

00253

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

(۱)۔۔۔شریعت نے رخصتی کا کوئی خاص طریقہ متعین نہیں کیا کہ جس کی خلاف ورزی کرنا گناہ ہو، لڑکی والے لڑکی کو خود لڑکے کے گھر چھوڑ آئیں یا لڑکے والے لڑکی کو اسکے گھر سے اپنے ہمراہ لے جائیں دونوں صورتیں ہی جائز ہیں۔ اس میں سے کسی ایک کو لازم سمجھنا اور دوسرے کو خلافِ سنت کہنا درست نہیں ہے۔ البتہ روایات میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو حضرت ام ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علیؓ کے گھر بھجوایا تھا، اس لئے اگر کوئی اس عمل کی اتباع میں اپنی لڑکی کسی خاتون کے ہمراہ دولہا کے گھر بھجوا دے تو یہ بھی درست ہے اور اسکی نیت کے مطابق اسے اسپر ثواب بھی مل سکتا ہے، لیکن کسی ایک فریق کا اس پر اصرار کرنا، جس کی وجہ سے دوسرے فریق کو اس پر رنجش ہو بالکل درست نہیں ہے۔ رخصتی کے موقع پر جس چیز کا خیال رکھنا زیادہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اس موقع پر ایذاء رسانی، دل آزاری، اسراف اور غیر شرعی رسومات سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس – (1 / 411)

وفى رواية عن علىّ انّ رسول الله صلّى الله عليه وسلم حين زوّجه دعا بماء فمجه ثم صبه فى فيه ثم رشه فى جنبيه وبين كتفيه وعوّذه بقل هو الله أحد والمعوّذتين ثم قال انى أزوجتك خير أهل بيتى كذا فى المنتقى* وفى ذخائر العقبى قال لعلىّ اذا أتتك لا تحدث شيئا حتى آتيك فجاءت فاطمة مع أمّ أيمن حتى قعدت فى جانب البيت وعلىّ فى جانب وجاء رسول الله صلّى الله عليه وسلم فقال هاهنا أخى قالت أمّ أيمن أخوك وقد زوّجته ابنتك قال نعم

المواهب اللدنية بالمنح المحمدية مع شرح الزرقاني – (2 / 360)

فجاءت مع أم أيمن حتى قعدت في جانب البيت وأنا في جانب، وجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: "أههنا أخي"، قالت أم أيمن: أخوك وقد زوجته ابنتك؟ قال: "نعم"

سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد – (11 / 41)

وقال: إذا أتتك، فلا تحدث شيئاً حتى آتيك فجاءت مع أم أيمن فقعدت في جانب البيت، وأنا في جانب.

اور جہاں تک نکاح کے موقع پر لڑکی والوں کی طرف سے بارات کی ضیافت کا اہتمام کیا جاتا ہے تو یہ نہ سنت ہے، نہ مستحب، بلکہ اگر دوسری خرابیاں نہ ہوں تو صرف جائز ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اعتدال کے ساتھ کچھ لوگ نکاح کے موقع پر لڑکی کے گھر چلے جائیں (جس میں لڑکی کے باپ پر کوئی بار نہ ہو) اور لڑکی کے والدین اپنی

جاری ہے---

بچی کے نکاح کے فریضے سے سبکدوش ہونے کی خوشی میں اپنی دلی خواہش سے ان کی اور اپنے دوسرے عزیزوں ، دوستوں کی دعوت کردیں، اور اسے نکاح کا لازمی حصہ یا سنّت نہ سمجھیں، تو یہ مباح کہلائے گا، اور آنے والے مہمانوں کا اکرام سمجھا جائے گا، لیکن شرط یہ ہے کہ سب خلوص اور اپنی استطاعت کی حدود میں رہ کر کیا جائے اگر لڑکی والوں کو مجبور کیا جائے تو اس کی شرعاً کوئی اجازت نہیں۔(ماخذہ التبویب ۱۵۸۶/۲)

(۲)۔۔۔واضح رہے کہ دلہن کے دولہا کے گھر پہنچنے پر جو دودھ وغیرہ پلایا جاتا ہے جس میں ایک گلاس سے کچھ دودھ دولہا پیتا ہے اور باقی دولہن کو پلایا جاتا ہے، شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں، بلکہ یہ محض ایک رسم ہے جس کو آج کل بعض لوگوں نے غیر مسلموں کے دیکھا دیکھی اختیار کر رکھا ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے، تاہم اگر کسی جگہ اس طرح دودھ پلانا بطورِ رسم ضروری نہ سمجھا جاتا ہو بلکہ محض دلہن کی ضیافت مقصود ہو، تو اس طرح دودھ پینے پلانے میں شرعاً کوئی ممانعت بھی نہیں۔

(۳)۔۔۔شرعی اعتبار سے جہیز کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ اگر کوئی باپ اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت اسے کوئی تحفہ اپنی استطاعت کے مطابق دینا چاہے تو دیدے، اور تحفہ دیتے وقت لڑکی کی آئندہ کی ضروریات کو مدِ نظر رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔خود نبی اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سادگی کے ساتھ جہیز عطاء فرمایا تھا، شرعی اعتبار سے اس قسم کے جہیز کے لئے کوئی مقدار بھی مقرر نہیں ہے، اگر دوسرے مفاسد نہ ہوں تو باپ اپنے دلی تقاضے کے تحت جو کچھ دینا چاہے دے سکتا ہے۔

چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ نے "بہشتی زیور" میں فرمایا کہ: جہیز میں تین باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔اوّل اختصار، کہ گنجائش سے زیادہ اہتمام نہ کیا جائے۔دوم ضرورت کا لحاظ، کہ جن چیزوں کی سردست ضرورت ہو، وہ دینا چاہئے۔سوم، اعلان واظہار (یعنی دکھاوا) نہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ سلوک واستحسان ہے دوسروں کو دکھلانے کی کیا ضرورت ہے (ص۳۴۹، ادارۃ المعارف)۔

لیکن نہ وہ شادی کے لئے کوئی لازمی شرط ہے اور نہ سسرال والوں کو کوئی حق پہنچتا ہے کہ وہ اس کا مطالبہ کریں، یا اگر لڑکی کو جہیز نہ دیا جائے یا کم دیا جائے تو اس پر برا منائیں یا لڑکی کو طعنہ دیتے رہیں۔(ماخذہ التبویب ۱۵۸۶/۲)

سنن النسائي بشرح السيوطي وحاشية السندي – (6 / 445)

عن علي رضي الله عنه قال: جهز رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة في خميل وقربة ووسادة حشوها إذخر

دار الافتاء

جاری ہے۔۔۔

...0255

الجهاز هو الاثاث الذي تعده الزوجة هي وأهلها ليكون معها في البيت، إذا دخل بها الزوج.

وقد جرى العرف، على أن تقدم الزوجة، وأهلها، بإعداد الجهاز وتأثيث البيت. وهو أسلوب من أساليب إدخال السرور على الزوجة بمناسبة زفافها.

وقد روى النسائي عن علي رضي الله عنه قال: " جهز رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة في خميل، وقربة، ووسادة حشوها إذخر ".

وهذا مجرد عرف جرى عليه الناس ، وأما المسئول عن إعداد البيت إعدادا شرعيا، وتجهيز كل ما يحتاج له من الاثاث، والفرش، والادوات، فهو الزوج، والزوجة لا تسأل عن شئ من ذلك................ والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب

عمر بلال

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

٦/ربیع الثانی/١٤٣٧ھ

١٧/جنوری/٢٠١٦ء

الجواب صحیح

شاہ محمد تفضل علی

٧/٤/١٤٣٧ھ

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفرالله له

٦/٤/١٤٣٧ھ

مفتی

دارالافتاء

00256